6

تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ کی ضرورت

(فرمودہ ۶- فروری ۱۹۳۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے سال یہ اعلان کیا تھا کہ جو اضلاع یا جو تحصیلیں ایک ہزار نئے احمدی جماعت میں داخل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ان کے علاقہ میں ایک مستقل مبلغ رکھنے کا انتظام ہم کر دیں گے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے اعلان ایسے موقع پر ہوا جب وقت بہت کم تھا اس لئے دوبارہ اس سال کے شروع میں مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی تحصیل ایک سال میں ایک ہزار نئے احمدی پیدا کرے تو اس کے لئے اور اگر کوئی سارا ضلع اتنی تعداد پوری کرے تو اس کے لئے ہم ایک مستقل مبلّغ دیدیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ترقی کر رہی ہے اور روزانہ بڑھ رہی ہے۔ یہ ترقی گو ہماری امنگوں اور ارادوں کے مطابق نہ ہو مگر ہماری کوششوں سے ضرور زیادہ ہے۔ یہ درست ہے کہ جتنی ہماری خواہش اور ارادہ ہے اتنی تیزی سے جماعت ترقی نہیں کر رہی لیکن جس قدر کوشش ہماری طرف سے ہو رہی ہے اس سے وہ ضرور زیادہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اگر اپنے نفس کے متعلق، اپنے بیوی بچوں کے متعلق، اپنے متعلقین اور اپنے دوستوں کے متعلق غور کرے تو معلوم ہو گا کہ ہم میں سے بہت کم لوگ حقیقی تبلیغ کی طرف متوجہ ہیں۔ یوں ریل میں سفر کرتے ہوئے یا کسی اور موقع پر تبلیغی گفتگو کرنا اور بات ہے لیکن تبلیغ کا جنون بہت کم لوگوں کو ہے۔ اور پھر جو روپیہ ہم تبلیغ پر صرف کرتے ہیں وہ بھی بہت کم ہے۔ ہمارا بہت سا روپیہ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے اور یہ کوئی ہماری خصوصیت نہیں۔ دوسری اقوام بھی اپنی تعلیم پر خرچ کرتی ہیں اس لئے یہ خرچ دینی نہیں بلکہ دنیوی ہی کہنا چاہئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں نہ آئے ہوتے یا اگر اسلام بھی نہ ہوتا تو بھی ایک ہوشیار قوم ہونے کے لحاظ سے ہمارا فرض تھا کہ تعلیم پر روپیہ خرچ کرتے کیونکہ دنیوی

آرام و آسائش اس سے وابستہ ہے اس کے بغیر حکومت میں اثر و رسوخ حاصل نہیں ہو سکتا' ملازمتیں نہیں مل سکتیں' جتھا نہیں بن سکتا' ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہی وجوہات سے تمام قومیں تعلیم پر روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ ہماری جماعت کو مستثنیٰ کر کے پنجاب میں تعلیم کے لحاظ سے سکھ بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر کیا وہ تعلیم کو مذہبی کام سمجھ کر اس میں ترقی کر رہے ہیں اور اس پر خرچ کرتے ہیں۔ ہماری ایک معقول رقم جو پچاس ہزار سے بھی زیادہ ہے سالانہ تعلیم پر خرچ ہوتی ہے اور یہ خرچ دینی نہیں بلکہ دنیوی ہے۔

اسی طرح کچھ حصہ اخراجات کا غریبوں' مسکینوں' بیواؤں' یتیموں اور دوسرے حاجتمندوں پر خرچ ہو جاتا ہے۔ تین چار ہزار روپیہ تو قادیان کے ہسپتال پر ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ پھر بیواؤں' یتیموں اور دوسرے مستحقین پر جو خرچ کئے جاتے ہیں وہ اگر جمع کئے جائیں تو یہ رقم بھی پچاس ساٹھ ہزار کے قریب ہو جائے گی اور یہ خرچ بھی خالص طور پر دین کے لئے نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اگر ہم زندہ اور ہوشیار قوم ہوتے تو چاہے کوئی مذہب ہوتا یہ رقم ضرور خرچ کرنی پڑتی۔ انگریز' امریکن' جرمن سب ہی یہ خرچ کرتے ہیں۔ سڑکیں بناتے ہیں' ہسپتال جاری کرتے ہیں' یتیم خانے کھولتے ہیں' بیواؤں' مسکینوں اور کمزوروں کے لئے انتظامات کرتے ہیں۔ پس اس میں بھی ہماری کوئی خصوصیت نہیں اور خرچ ایسا ہی ہے جیسے ایک جیب سے نکال کر دوسری میں ڈال لیا۔ یہ خرچ اسلام پر نہیں بلکہ اپنی ذات پر ہی ہم کرتے ہیں۔ پس ہمارے سالانہ بجٹ کا تبلیغی خرچ بہت ہی کم ہے۔ پھر کچھ حصہ دفتر کے اخراجات چلانے کا چلا جائے گا۔ یہ بھی کوئی دینی خرچ نہیں۔ مثلاً نظارت امور عامہ ہے یہ اس لئے ہے کہ ہمارے بیٹے بیٹیوں کی شادی بیاہ کا انتظام کرے' بے کاروں کے لئے ملازمتیں تلاش کرے' جھگڑوں وغیرہ کا تصفیہ کرائے۔ پہلے لوگ نائیوں وغیرہ کے ذریعے رشتے ناطوں کا بندوبست کرتے تھے اور ان کو روپے دیتے تھے۔ اب یہ کام امور عامہ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ پھر ہر دیہات میں جھگڑے فساد طے کرنے والے پنچوں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اب وہی کام امور عامہ سرانجام دیتا ہے اور اب احمدی اپنے اپنے گاؤں میں نائیوں اور پنچوں پر کوئی خرچ نہیں کرتے وہی خرچ نظارت امور عامہ پر ہو جاتا ہے۔ ایک احمدی فخریہ کہتا ہے کہ میں اتنا چندہ دیتا ہوں مگر اس نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ اس میں بڑا حصہ تو انہی اخراجات کا ہے جو احمدیوں کے اپنے فوائد اور اغراض کے متعلق ہیں۔ اس طرح ہمارے اخراجات میں خالص دینی تبلیغ کا جو حصہ ہے وہ بہت کم ہے جو صرف وہ رقم ہے جو ٹریکٹوں وغیرہ کی

اشاعت ' جلسوں کے انعقاد اور مبلّغین پر خرچ ہوتی ہے- یہ تبلیغی خرچ ہے-اس میں ہماری جماعت دوسری جماعتوں سے ممتاز ہے-دوسری قومیں اگر تبلیغ کے لئے کچھ خرچ کرتی ہیں تو سچ کی اشاعت کے لئے نہیں بلکہ جھوٹ پھیلانے کے لئے کرتی ہیں- نظارت امور عامہ کے کاموں ، بیواؤں ,اور یتیموں کی حفاظت وغیرہ اخراجات کے لحاظ سے ہم میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں- یہ اخراجات ہر قوم اپنی ترقی کے لئے کررہی ہے-اگر کوئی قوم اپنی بیواؤں کا خیال نہ رکھے گی تو وہ آوارہ ہو جائیں گی اور انہیں غیر لے جائیں گے-اسی طرح اگر یتیموں کا انتظام نہ کیا جائے گا تو وہ بھی آوارہ ہوں گے یا دوسروں کے قبضے میں چلے جائیں گے یا ساری عمر قوم پر بوجھ بنے رہیں گے- بھیک مانگتے پھریں گے اور تمام عمر انہیں پاس سے کھلانا پڑے گا- لیکن اگر بچپن میں انہیں کسی کام کے قابل بنا دیا جائے تو وہ قوم کی عزت اور مال میں اضافہ کا موجب ہوں گے- پس اگر رقم کے لحاظ سے دیکھیں تو ہم تبلیغ پر بہت کم خرچ کر رہے ہیں- ایک سال یہ تجویز ہوئی تھی کہ ہر سال دس نئے مبلغ رکھے جایا کریں مگر اس پر عمل نہیں کیا جاسکا حالانکہ دنیا کو فتح کرنے والی قوم کے لئے یہ بھی کوئی بات ہے کہ سال میں صرف دس مبلغوں کا اضافہ کرے مگر ہم یہ بھی نہیں کر سکے بمشکل تین رکھ سکتے ہیں اور بعض سالوں میں اتنے بھی نہیں رکھے جاسکتے- حالانکہ جو کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے اس کے لحاظ سے تو چاہئے کہ ہر سال تین چار سو مبلغ رکھے جائیں اور کوئی تحصیل ' تھانہ بلکہ کوئی قصبہ ایسا نہ ہو جہاں ہمارا مبلغ نہ رہے- یہ کام اگرچہ دین کا ہے مگر ایک لحاظ سے اس میں دنیوی لحاظ سے بھی فائدہ ہے- جتنی تبلیغ زیادہ ہوگی ' اتنے احمدی زیادہ ہوں گے- اور پھر اس لحاظ سے چندوں میں بھی اضافہ ہوگا- یعنی جتنے اخراجات بڑھیں گے آمد میں بھی اسی لحاظ سے ترقی ہوتی جائے گی- لیکن ابھی تک تو ہم اتنا بھی نہیں کر سکے کہ ہر سال دس مبلغ ہی رکھ سکیں- پس تبلیغ کے لئے روپیہ کے لحاظ سے بھی ہماری جدوجہد کم ہے اور آدمیوں اور روقت کے لحاظ سے بھی بہت کم ہے اور علمی لحاظ سے بھی کم ہے- ابھی تک اتنی علمیت ہماری جماعت میں پیدا نہیں ہوئی اور ایسے سامان مہیا نہیں ہوئے کہ نادر علمی ذخائر جمع کر دیں- غیر قومیں اس لحاظ سے اس قدر کام کر رہی ہیں جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے- انیس سو سال کے بعد حضرت مسیح ناصری کی زندگی کے حالات آج جمع کئے جارہے ہیں مگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے حالات کی اشاعت کی طرف ابھی متوجہ بھی نہیں ہو سکے جو بالکل تھوڑے عرصہ کی بات ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کی اشاعت نہایت ہی اہم کام ہے مگر آپ کی بعض کتابیں ایسی ہیں جو دس سال

ہوئے چھپی تھیں مگر ابھی تک پڑی ہیں اور بعض دس سال سے ختم ہیں اور پھر دوبارہ نہیں چھپ سکیں دونوں لحاظ سے یہ رونے کا مقام ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب ہماری جماعت میں اضافہ نہیں ہوتا۔ ہر سال دس پندرہ ہزار کی زیادتی ہوتی ہے اور یہ اگرچہ کچھ نہیں مگر ہماری کوششوں کے مقابل میں بہت زیادہ ہے۔ ہماری کوششیں تو اس قدر حقیر ہیں کہ شاید سو بھی احمدی نہ کر سکیں مگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ پھر اگر ہم اپنے ارادوں اور امنگوں کو پورا کر سکیں تو کس قدر شاندار منظر ہو مگر یہ نہیں ہو سکتا جب تک ہم میں سے ہر ایک مبلغ نہ ہو ہر ایک کے اندر یہ جوش نہ ہو کہ اپنے ساتھیوں کو احمدی بنائے اگر ہم اس طرح کریں تو سال میں لاکھوں احمدی پیدا کر لیں مگر نقص یہ ہے کہ جماعت کے لوگ اس طرف پوری توجہ نہیں کرتے اور جو متوجہ ہوتے ہیں وہ اصولی طور پر کام نہیں کرتے بعض دوستوں کو میں نے دیکھا ہے دس دس سال ایک شخص کے متعلق لکھتے رہے ہیں وہ ہمارے زیر تبلیغ ہے اس کے لئے دعا کی جائے حالانکہ اتنے عرصہ تک اپنا سارا زور اسی پر صرف نہیں کرتے رہنا چاہئے بلکہ اور لوگوں کو بھی تلاش کر کے تبلیغ کرنی چاہئے۔

ایک بڑا نقص یہ پیدا ہو گیا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ سوشل نہیں رہے وہ مدنی الطبع نہیں ہیں دوسروں سے زیادہ میل جول نہیں رکھتے جہاں جماعت کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے وہاں کولہو کے بیل کی طرح دوست آپس میں ہی چکر لگاتے رہتے ہیں ایک دوست کے مکان سے اٹھے تو دوسرے کی نشست گاہ پر چلے گئے۔ وہاں سے اٹھے تو تیسرے کے ہاں جا بیٹھے۔ اس طرح آپس میں ہی چکر لگاتے رہتے ہیں اور انہیں تبلیغ کا موقع نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اِکّے دُکّے احمدی ہیں وہاں تبلیغ زیادہ ہے۔ مگر جہاں بڑی جماعتیں ہیں، وہاں کوئی کام نہیں ہوتا۔ مثلاً لاہور، سیالکوٹ، امرتسر وغیرہ مقامات پر اب کافی جماعتیں ہیں مگر تبلیغ بہت کم ہے۔ اگر جماعتیں ایسا انتظام کریں کہ ایک رجسٹر میں تمام احباب جماعت کے نام لکھیں اور ہر ایک کے ذمہ لگائیں کہ وہ کم سے کم دس پندرہ لوگوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے اور انہیں تبلیغ کرتا رہے پھر ان کے کام کی رفتار کو باقاعدہ دیکھا جائے اور ہر سال ان میں سے غیر موزوں لوگوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ اور نئے دوست بنائے جائیں تو چند سالوں میں ہی ایسی ترقی ہو سکتی ہے جو حیرت انگیز ہو اور جس کے مقابلہ میں ہمارے مخالفین اس طرح بہتے چلے جائیں گے جس طرح دریا کے سامنے خس و خاشاک بہہ جاتا ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ جماعتیں خاص طور پر باقاعدہ اصول کے ماتحت تبلیغ

کریں ان کی مثال اس جنگلی بھینسے کی طرح نہ ہو جو ایک دفعہ جب سر اٹھاتا ہے تو جو سامنے آئے اسے مارتا چلا جاتا ہے بلکہ اس جرنیل کی طرح جسے راستہ میں جہاں روک پیدا ہو وہاں نیا اور آسان راستہ اپنے لئے پیدا کرلیتا ہے اگر اس طرح کام کیا جائے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ ہمارا مرکزی صیغہ تبلیغ بھی اصلاح کا محتاج ہے۔ وہ موجودہ مبلّغوں سے بھی بہت زیادہ کام لے سکتا ہے اور جماعت سے بھی زیادہ کام کرا سکتا ہے مگر نہیں کراتا۔ ایک مبلغ باہر جاتا ہے اور آکر رپورٹ دے دیتا ہے کہ میں نے وہاں اتنے گھنٹے تقریر کی اور اس میں یہ باتیں بیان کیں۔ اس پر سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا لیکن اگر میں اس صیغہ کا ناظر ہوتا تو ایسی رپورٹ سن کر فوراً اس مبلغ سے کہہ دیتا کہ تم نالائق ہو اور اس صیغہ میں کام کرنے کے اہل نہیں ہو۔

تقریریں زیادہ کرلینا کوئی خوبی کی بات نہیں اور نہ ان کا کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے بلکہ زیادہ تقریریں کرنے والا شخص بہت جلد ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ ہزاروں لوگوں کو سنانا کوئی آسان کام نہیں۔ مگر متواتر ایک دو مہینے تک بڑے بڑے مجمعوں میں تقریریں کی جائیں تو گلا خراب ہو جائے گا اور آئندہ کام کرنے کے قابل نہ رہے گا اس لئے صرف تقریر کرکے آجانے والا مبلغ ہمارے لئے کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا اسے تو آکر یہ رپورٹ دینی چاہئے کہ جماعت کی تعلیمی اور اخلاقی حالت کیسی ہے، کتنے لوگ وہاں کی جماعت کے زیر تبلیغ ہیں، وہ جماعت کس حد تک کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر رہی ہے، اس میں کتنے دوست ست تھے انہیں میں نے چست کرنے کے لئے کیا کوشش کی، کتنے نئے آدمی جو پہلے کام نہیں کرتے تھے میں نے ان کو کام پر لگایا۔ یہ باتیں ہیں جو ہر مبلغ کو جماعت کے متعلق دیکھنی اور کرنی چاہئیں ورنہ تقریر کا کیا ہے اس پر تو زیادہ سے زیادہ ایک دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ مگر سمجھا یہ جاتا ہے کہ ہم نے اتنی تقریریں اور اتنے مباحثات کئے اس لئے بڑا کام کیا۔ حالانکہ جتنے مباحثات وغیرہ کرائے جاتے ہیں وہ بھی زیادہ ہیں گویا ایک لحاظ سے تو ہم اپنے مبلغین کو ست کر رہے ہیں اور دوسرے لحاظ سے ان کا خون کر رہے ہیں جو کام اس وقت ان سے لیا جا رہا ہے اگر اسی طرح کچھ عرصہ تک متواتر لیا جاتا رہا تو وہ ناکارہ ہو جائیں گے اور جو کام ان سے لینا چاہئے وہ ضائع ہو جائے گا۔ پس سوچ سمجھ کر ان کی تقریروں اور مناظروں کی تعداد مقرر کرنی چاہئے تا صحت خراب نہ ہو اور اصل کام کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ اس کے مقابل میں نظام اور آرگنائزیشن کا کام ان سے زیادہ لینا چاہئے ایک مقام پر ایک مبلغ جائے اور آکر وہاں کی جماعت کے متعلق رپورٹ کرے پھر اس کے بعد دوسرا جائے اور دیکھے کہ پہلے نے جو رپورٹ کی

ہے وہ کس حد تک صحیح ہے اور اس میں کیا ترمیم اور تنسیخ ہونی چاہئے۔ دو تین سال تک اس طرح کام کر کے دیکھو کتنی بیداری پیدا ہو جاتی ہے اس بات کا پورا پورا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ فلاں مبلغ فلاں جگہ گیا اور اس نے یہ کام کیا اس کے چند ماہ بعد ایک اور کو وہیں بھیجا جائے جو دیکھے کہ پہلے حالات میں کس قدر تغیر واقعہ ہو گیا ہے۔ آیا اس کے بعد جماعت سست ہو گئی ہے یا چست۔ اسی طرح ایک دوسرے کے کام کو چیک کرا کران سے بہت کام لیا جاسکتا ہے۔ اور اس طرح جماعتوں میں بھی بیداری پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر اب کام صرف تقریریں کرنا ہی سمجھ لیا گیا ہے اس لئے جہاں کوئی مبلغ جائے وہاں سے یہ لکھا آجاتا ہے کہ فلاں مولوی صاحب نے صرف دو گھنٹے تقریر کی ان کا خیال ہوتا ہے ۲۴ گھنٹے ہی تقریر کرنی چاہئے تھی۔ مگر انہیں شاید علم نہیں اگر اس طرح کیا جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس مبلغ کا جنازہ نکل جائے۔ گلا ایسی چیز نہیں جس سے سارا دن کام لیا جاسکے۔ ہاتھ پیر وغیرہ ایسے اعضاء ہیں جن سے سارا دن کام لیا جاسکتا ہے مگر گلا اتنی دیر کام نہیں کر سکتا۔ عیسائی پادری ہفتہ وار تقریر کرتے ہیں اور وہ بھی پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں۔ اگر کبھی وہ ایک گھنٹہ تقریر کر دیں تو سامعین شور مچا دیتے ہیں کہ ہمارا وقت ضائع کیا جارہا ہے۔ تو وہ ہفتہ میں صرف پندرہ بیس منٹ ہی تقریر کرتے ہیں مگر ان کے ہاں ایک بیماری کا نام ہی Clergyman's sore throat ہے یعنی پادریوں کے گلے کی بیماری۔ گویا ان کو یہ بیماری اس وجہ سے ہو جاتی ہے کہ وہ ہفتہ میں چند منٹ تقریر کرتے ہیں مگر ہماری جماعت کے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے مبلغین کا گلا لوہے یا لکڑی کا ہے اور وہ امید کرتے ہیں کم از کم دس بارہ گھنٹے ایک مبلغ بولتا رہے حالانکہ وہ جتنا بولتے ہیں میرے نزدیک وہ بھی زیادہ ہے ان سے بولنے کا کام کم اور نظام کا زیادہ لینا چاہئے اگر ہمارا مرکزی صیغہ اس طرح کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور طریق ہے اس کا بھی تجربہ کر کے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جنگ عظیم میں ایک جرمن جنرل میکنسن نے ایک نیا طریق جنگ ایجاد کیا تھا اور اسے اس میں کامیابی بھی بہت ہوئی تھی اور شہرت بھی بہت حاصل کی تھی جس محاذ پر بھی وہ گیا اس نے فتح پائی روسی محاذ پر جرمنوں کو پے در پے شکستیں ہو رہی تھیں مگر اس نے جا کر روسیوں کو ایسی بری طرح شکست دی کہ کئی لاکھ روسی جرمن دلدلوں میں پھنس کر تباہ ہو گئے پھر اسے رومانی محاذ پر بھیجا گیا وہاں بھی اس نے کامیابی حاصل کی۔ پھر آسٹریا جو جرمنی کا حلیف تھا اسے شکستیں ہو رہی تھیں ان کی مدد کے

لئے اسے بھیجا گیا- وہاں بھی اس نے بہت کامیابی حاصل کی اس کا طریق جنگ یہ تھا کہ وہ توپخانہ پھیلانے کے بجائے سارا کا سارا ایک جگہ جمع کر دیتا تھا اور سب سے یکدم گولہ باری کراتا- وہ محاذ جنگ اس طرح قائم کرتا کہ ایک میل پر گولہ پھینکنے والی توپوں کو آگے رکھتا- دو میل پر پھینکنے والی توپوں کو ان سے ایک میل پیچھے اور تین میل پر گولہ پھینکنے والی کو دو میل پیچھے اس طرح تمام توپخانہ کھڑا کر کے سب سے ایک دم گولہ باری شروع کرا دیتا گویا تمام کا تمام توپخانہ ایک ہی مقام پر گولہ باری شروع کر دیتا- جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا نتیجہ یہ ہوتا کہ جس محاذ پر بھی وہ گیا دشمن کو سب کچھ چھوڑ کر بھاگنا پڑا- پس ایک طریق جنگ یہ بھی ہے اس کا بھی تجربہ کیا جائے- ان اضلاع میں جہاں جماعتیں قائم ہیں جیسے گورداسپور' سیالکوٹ' گجرات' گوجرانوالہ' لاہور' امرتسر وہاں یکدم بہت سے مبلغ لگا دیئے جائیں- ایک ضلع پہلے لے لیا جائے اور وہاں اپنے تعلیم یافتہ مبلغین کے علاوہ آنریری مبلغین بھی جمع کر دیئے جائیں- آنریری طور پر کام کرنے والے باہر سے بھی آئیں جس طرح ملکانوں کے ارتداد کے وقت ہوا تھا- اور ایک ضلع میں ہی ۱۰۰ کے قریب مبلغ اکٹھے کر دیئے جائیں جو تعلیم یافتہ تجربہ کار مبلغ ہوں ان کو جرنیل مقرر کر دیا جائے اور باقی ان کے ماتحت اور نائب ہوں اور مختلف حلقے مقرر کر کے تمام ضلع میں شور مچا دیا جائے- اس سے بھی بہت فائدہ ہو سکتا ہے- اب تو کسی اِکّے دُکّے کو تبلیغ کی جاتی ہے- وہ خیال کرتا ہے میں اگر احمدی ہو گیا تو باقی رشتہ دار کیا کہیں گے- مگر جب سب رشتہ داروں کو اکٹھی تبلیغ ہو رہی ہو اور وہ ایک دوسرے سے ملتے وقت ذکر کریں کہ ہمارے ہاں بھی احمدی مبلغ آیا ہوا ہے جو بہت عمدہ باتیں بیان کرتا ہے تو سب کہیں گے چلو احمدی ہو جائیں- اس طرح وہ ڈر جو اکیلے احمدی ہونے سے ہوتا ہے دور ہو جائے گا- اس ڈر کی وجہ سے بھی لاکھوں آدمی ضائع ہو جاتے ہیں- ہر جگہ اگر تحقیق کی جائے تو کئی لوگ ایسے ملیں گے جو ایک وقت احمدی ہونے کے لئے بالکل تیار تھے مگر کسی وجہ سے رک جانے کے باعث دور جا پڑے- اور بعد میں ان میں سے بعض اشد مخالف بن گئے- پس اگر یکدم دھاوا بول دیا جائے تو ڈرنے والے رکیں گے نہیں اس طریق جنگ کا ملکانا تحریک میں تجربہ کر چکے ہیں اور اس سے آریوں جیسی منظم اور روپیہ والی قوم کو ایسی شکست دے چکے ہیں کہ اب اس پر آٹھ سال گزر چکے ہیں لیکن آریہ اب بھی اس علاقہ کا رخ نہیں کرتے- اور وہ ملکانے جن کو آریہ پرچارک کہا کرتے تھے تم آریہ ہو کر ٹھاکر بن جاؤ گے- اب وہ انہیں تلاش کر کر کے پوچھتے ہیں کہ اب کیوں بھاگ گئے ہو اور ہمیں ٹھاکر کیوں نہیں بناتے- پس اسی طرح یہاں بھی دو ایک اضلاع کو

لے کر اس کا تجربہ کرنا چاہیئے۔

بہرحال جو علاقہ ایک ہزار احمدی ایک سال میں بنادے اسے ایک مستقل مبلّغ دے دیا جائے گا۔ میں یہ کوئی ایسا وعدہ نہیں کر رہا جو پورا نہ کیا جاسکے۔ ایسی جماعت کو ایک مبلغ دینا مرکز پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہزار احمدی سے چندہ میں بھی کافی اضافہ ہو جائے گا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں لاہور جیسے شہر میں اگر سَو احمدی بھی ہو جائے جن میں سے پچاس کمانے والے ہوں تو بھی ایک مبلغ دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح امرتسر یا دوسرے بڑے شہر ہیں ان میں مبلغ رکھے جاسکتے ہیں کیونکہ شہری لوگوں کی آمدنی دیہات کے رہنے والوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ شہر میں اوسط آمدنی پچیس تیس روپے ہوتی ہے اور اگر پچاس کمانے والے نئے احمدی ہو جائیں تو ان کے چندہ سے ہی مبلّغ کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں۔ اور وصیت وغیرہ ملا کر تو آمد بہت بڑھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ آئندہ کے لئے احمدیت میں داخل ہونے والوں کا سلسلہ وسیع ہو سکتا ہے۔ ادھر ہم مبلغین کلاس کو وسعت دے سکتے ہیں۔ زیادہ طلباء کو وظائف دے کر اس میں داخل کر سکتے ہیں۔ پس لاہور، امرتسر، دہلی، لکھنؤ، بمبئی، کلکتہ، کراچی، ملتان وغیرہ شہروں کی جماعتیں اگر اس سال سَو نئے احمدی دے دیں جن میں سے پچاس کمانے والے ہوں تو انہیں ایک مبلغ دے دیا جائے گا۔ لاہور میں ہماری جماعت دو ہزار کے قریب ہے۔ اور مرد چھ سات سو سے کسی طرح کم نہیں اتنی بڑی تعداد کے لئے سال بھر میں ۱۰۰ یا ۲۰۰ نئے احمدی بنالینا کچھ مشکل نہیں اور اگر وہ سب مل کر ۱۰۰ بھی بنالیں تو انہیں ایک مستقل مبلّغ دیا جاسکتا ہے۔ مگر دیہات میں چونکہ آمدنی کم ہوتی ہے اور ایک زمیندار کی اوسط آمدنی آٹھ دس روپے ماہوار سے زیادہ نہیں ہوتی اس لئے وہاں ایک ہزار احمدیوں پر ہی مبلّغ دیا جاسکتا ہے لیکن ان کے لئے ایک ہزار کا احمدی بنالینا بھی ایسا ہی ہے جیسے شہر میں ایک ۱۰۰ کا بنانا کیونکہ شہروں کے لوگ زیادہ متعصب زیادہ کج بحث اور زیادہ سخت دل ہو چکے ہیں۔

پس اگر دس پندرہ گاؤں مل کر کوشش کریں تو وہ بھی ایک مبلّغ لے سکتے ہیں۔ سوچنا چاہیئے کہ جب سچائی ہمارے پاس ہے تو ہزار نئے احمدی بنالینا کیا محال ہے۔ پس شروع سال میں میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو جماعتیں کوشش کر کے نئے احمدی بنائیں وہ مستقل مبلّغ لے سکتی ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں ہماری جماعت کا اتنا اثر ہے کہ اگر کوشش کرے تو ایک ہزار احمدی سال میں نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ضلع گورداسپور میں بھی قریباً جاٹ قومیں سب احمدی ہو چکی

ہیں۔ اور ان دونوں اضلاع میں بہت آسانی سے ایک ہزار نئے احمدی بنائے جاسکتے ہیں۔ دو تین سو تو عام طور پر ان اضلاع میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پس اگر ذرا زور اور لگادیں تو یہ جماعتیں مستقل مبلّغ لے سکتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ وسیع ہوتے ہوتے ہر تحصیل، تھانہ، بلکہ ہر ضلع اور ہر قصبہ کے لئے مبلّغ مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہر قصبہ میں ہمارا مبلّغ نہ ہو پورے طور پر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جماعتیں بڑھیں۔ ایک اور ذریعہ بھی خدا تعالیٰ نے ہمارے حوصلے بلند کرنے کا پیدا کردیا ہے۔ لوگ عام طور پر اس واسطے بھی کم حوصلگی دکھاتے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں ہوتا ہماری تعداد کتنی ہے۔ اب مردم شماری ہو رہی ہے اور اس کی آخری تاریخ ۲۶۔ فروری ہے۔ اس سے ہمیں ایک حد تک یہ پتہ لگ جائے گا کہ ہماری تعداد کتنی ہے۔ ہمیں خود قادیان کی ٹھیک آبادی کا علم نہ تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ قادیان کی آبادی ساڑھے چھ ہزار ہے۔ اور یہاں احمدیوں کی تعداد ساڑھے چار ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان سو پر بھاری ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے پانچ لاکھ کے لئے قادیان کی احمدی جماعت ہی بھاری ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں تو دس کے مقابلہ میں پیٹھ دکھانا تو مومن کے لئے خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ گویا اس لحاظ سے بھی قادیان کی جماعت پچاس ہزار پر بھاری ہونی چاہئے۔ کیونکہ جو مؤمن دس کے مقابلہ میں بھاگتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ اور قابل مواخذہ ہے۔ اور یوں تو ایک مسلمان کو سو کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اگر قادیان کے ارد گرد ننگل، بھینی، کھارا وغیرہ کی احمدی آبادی کو بھی ملا لیا جائے تو آٹھ، نو ہزار کی آبادی ہو جاتی ہے اور ہمارے ضلع کی کُل آبادی آٹھ نو لاکھ کی ہے گویا یہی جماعت سارے ضلع کے لئے کافی ہے۔ مؤمن ہمیشہ بہادر ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم مارے جاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے۔ اور اگر جیت جاؤ گے تو حکمران ہو جاؤ گے۔ پس مؤمن کو کسی حالت میں بھی ڈرنا نہیں چاہئے۔ ہمیشہ بزدل انسان ڈرا کرتا ہے۔ مؤمن کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جب وہ جانتا ہے کہ اگر میں غالب ہو گیا تو حاکم بن جاؤں گا اور اگر مارا گیا تو جنت میں چلا جاؤں گا۔ پس مؤمن کے لئے کوئی فکر کی بات نہیں ہو سکتی۔ اگر صرف ضلع گورداسپور کے احمدیوں کی مردم شماری صحیح طور پر ہو جائے تو میرے خیال میں بیس پچیس ہزار سے زیادہ ہوگی۔ مگر حیرانی کی بات یہ ہے کہ ایک پچھلی مردم شماری میں تمام ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد اٹھائیس ہزار بتائی گئی تھی حالانکہ سیالکوٹ اور گورداسپور میں ہی اس سے زیادہ احمدی ہوں گے۔ مردم شماری کی رپورٹ کو دیکھ کر

ایک شخص خیال کر سکتا ہے کہ یہ جو اپنی تعداد لاکھوں تک بتاتے ہیں یہ مبالغہ ہی ہو گا کیونکہ سرکاری رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی حالانکہ مردم شماری کرنے والوں کا یہ سفید جھوٹ تھا کہ احمدیوں کی تعداد ہندوستان میں ۲۸ ہزار ہے۔ ان کی تو یہ حالت ہے کہ ۱۹۱۱ء میں جب امرتسر میں کئی سَو احمدی تھے وہاں صرف ایک احمدی لکھا گیا تھا اور وہ بھی ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کو مگر اس کی ذمہ داری ہم پر ہے کیونکہ ہم خود تعداد ٹھیک درج کرانے کا انتظام نہیں کرتے اور اس طرح غفلت سے بہت سخت نقصان ہوتا ہے۔ میں الفضل میں مردم شماری کے متعلق ایک اعلان کرا رہا ہوں۔ افسوس کہ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ چاہئے تھا کہ سال چھ مہینے قبل یہ کام شروع کیا جاتا مگر پہلے توجہ نہ کی جا سکی۔ اب اگرچہ اخبار میں مسلسل اعلان شائع ہو رہا ہے مگر لاکھوں کی جماعت ہے جو دور دور بکھری ہوئی ہے اور اخبار کی اشاعت دو ہزار ہے۔ اگر ایک پرچہ کو دس آدمی بھی پڑھیں تو پھر بھی بیس ہزار کو اطلاع ہو سکتی ہے اور اگر ان میں سے ہر ایک سَو کو بتائے تو بھی دو لاکھ سے زیادہ کو اطلاع نہیں ہو سکتی اس لئے اب جو اعلان کیا جا رہا ہے اس سے پورے فائدہ کی امید نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے بہت پہلے کوشش شروع کرنی چاہئے تھی۔ خیر اب بھی جتنا وقت ہے اس کے لحاظ سے کوشش کرنی چاہئے اور اگر پورا نہیں تو ادھورا کام ہی کر لینا چاہئے۔ اٹھائیس ہزار کی تعداد کس قدر شرمناک ہے۔ مگر یہ خطرناک طور پر غلط ہے۔ میں نے گورنمنٹ کی تین سال کی رپورٹیں پڑھی ہیں۔ ان میں بھی ہماری تعداد ستّر ہزار سے زائد بتائی گئی ہے مگر یہ بھی غلط ہے۔ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ ہے۔ پس اگر سارے مل کر کوشش کریں تو مردم شماری میں ہماری تعداد بہت ثابت ہو سکتی ہے۔ آج ہی ضلع گورداسپور کے دو دیہات کے دوست ملنے آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ دھرم کوٹ میں جو معمولی سا گاؤں ہے سو (۱۰۰) سوا سو (۱۲۵) کے قریب احمدی ہیں۔ اس طرح بیسیوں گاؤں ایسے ہیں جن میں احمدیوں کی تعداد سینکڑوں سے زیادہ ہے۔ اور اگر پوری طرح مردم شماری کی جائے تو میں سمجھتا ہوں اسی ضلع میں بیس، پچیس ہزار سے زیادہ احمدی نکلیں گے مگر بعض لوگ سستی سے کام لیتے ہیں۔ شمار کنندگان عام طور پر ہندو ہوتے ہیں جو ان قوموں کو خصوصیت کے ساتھ کم دکھانے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کا مقابلہ کر رہی ہیں اور اس لحاظ سے وہ احمدیوں کی تعداد خصوصیت سے کم درج کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بالعموم کم دکھاتے ہیں۔ اب اگر ہر شمار کنندہ کمی کرنے لگے تو مسلمانوں کی تعداد میں لاکھوں کی کمی ہو سکتی ہے اور غور کرو اس سے مسلمانوں کو کتنا نقصان اور ہندوؤں کو

کتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے اس لئے احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہئے اور شمار کنندگان کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ ہر ایک احمدی کے نام کے آگے احمدی لکھے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ایک نومولود بچہ بھی بغیر درج ہونے کے نہ رہ جائے۔ اگر کسی جگہ شمار کنندگان احمدی لکھنے سے انکار کریں تو گورنمنٹ کو تاریں دینی چاہئیں ہمیں یہاں اطلاع دینی چاہئے ہم اس کے متعلق انتظام کریں گے۔ گورنمنٹ نے لاہور میں ایک خاص افسر اسی غرض سے مقرر کر رکھا ہے اسے اطلاع دینی چاہئے غرضیکہ شور ڈال دینا چاہئے۔

مختصر یہ کہ اس سلسلہ میں جس قدر بھی ممکن ہو کوشش کی جائے۔ اول تو ضرورت ہے کہ ہر جگہ پوری پوری مردم شماری کرائی جائے۔ اگر بڑے بڑے سَو دو سَو مقامات پر بھی ہو جائے تو بھی اس امر کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے کہ سرکاری شمار کنندگان کی رپورٹ کہاں تک صحیح ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں وہ وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے طور پر ٹھیک ٹھیک مردم شماری کریں۔ لیکن اب جو موقع پیدا ہوا ہے اس سے بھی ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی احمدی درج ہونے سے نہ رہ جائے کیونکہ جماعت کے زیادہ ہونے سے ہر احمدی کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتیں مردم شماری کی طرف خاص توجہ کریں گی۔ اور اگر ہم گورداسپور اور سیالکوٹ صرف دو ضلعوں کی مردم شماری ہی پوری طرح کرا کر یہ بتادیں کہ انہیں دو اضلاع میں ہماری جماعت بیس پچیس ہزار سے بہت زیادہ ہے۔ تو باقی اضلاع میں اگر ناقص طور پر بھی مردم شماری ہوگی تو اسی سے حکومت سمجھ سکتی ہے کہ تمام ہندوستان میں جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ پس اس کے لئے پوری پوری کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم پوری طرح کام نہیں کر سکتے۔ اور چونکہ سب مقامات پر یہ انتظام نہیں ہو سکے گا اس لئے ہم کیوں تکلیف اٹھائیں بلکہ جو دوست جس قدر کام کر سکتے ہوں کریں کیونکہ اگر چند مقامات پر بھی ٹھیک ٹھیک مردم شماری ہو جائے تو وہ بھی اندازہ لگانے کے لئے کافی ہوگی مگر اصل چیز تبلیغ ہے اور پورے طور پر اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے فتح ہمارے قدموں پر پڑی ہے ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ایک دفعہ پورے زور سے دھاوا بول دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں ہر جگہ پھیل چکی ہیں صرف ایک نعرہ کی دیر ہے اور دنیا کی فتح ہمارے آگے ہے۔ دوسرے مسلمان بہت ست ہو رہے ہیں اور دوسری قومیں ان کو ڈرا دھمکا رہی ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ سکھ کس طرح ہر جگہ مسلمانوں کو دباتے جا رہے ہیں اور گورنمنٹ بھی ان کے سامنے

جھکتی جارہی ہے مگر یاد رکھو اگر مردم شماری میں اپنی تعداد پانچ لاکھ لکھانے میں بھی ہم کامیاب ہو جائیں تو گورنمنٹ ہم سے ان سے بھی زیادہ ڈرے گی جتنا تیں لاکھ سکھوں سے ڈرتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود بہت کچھ نظام کے ہماری جماعت ابھی تک پورے طور پر منظم نہیں ہو سکی پھر بھی جتنی منظم ہے اس کا بھی کافی رعب ہے۔ اور اگر پنجاب میں پانچ لاکھ ہی منظم کی جاسکے تو کوئی قوم بھی مسلمانوں کے حقوق پر دست درازی نہیں کرسکے گی اور ان کے مطالبات کے خلاف آواز بلند نہیں کرسکے گی۔ پھر ہم مبلغ بھی ہزاروں رکھ سکتے ہیں۔ مگر نقص یہی ہے کہ باوجود نظام کے جماعت ابھی پورے طور پر منظم نہیں ہو سکی۔ جماعتیں ابھی چھوٹی چھوٹی ہیں اور دور دراز علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سینکڑوں گاؤں ایسے ہیں جہاں پانچ پانچ چھ چھ احمدی ہیں مگر سال ہا سال گزر جاتے ہیں کوئی مبلغ وہاں نہیں جاتا اور اگر جائے تو خرچ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ گذشتہ جمعہ میں بھی اور آج بھی مسجد اس قدر بھری ہوئی ہے کہ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں جلسہ کے دنوں میں بھی اتنے لوگ نہ ہوتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری جلسہ میں تو لوگ اس قبر سے ورے ورے ہی تھے۔ اس وقت جمعہ کے لئے جس قدر لوگ بیٹھے ہیں ان کی تعداد اس سے چھ سات گنا زیادہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں پر قبضہ کرکے اس طرف لا رہا ہے۔ اگرچہ ہمارے دشمن بھی ہیں مگر وہ دل میں اتنا ضرور سمجھ رہے ہیں کہ اسلام کی خدمت کرنے والی جماعت یہی ہے اس وقت مخالفت پھر زور سے شروع ہوئی ہے مگر یہ اسی لئے ہے کہ دشمن سمجھتا ہے ہم بڑھ رہے ہیں۔ اس مخالفت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے دو ٹیمیں رسہ کشی کرتی ہیں اور جب ایک ٹیم دوسری کو کھینچ کر بالکل لائن پر لے آتی ہے تو وہ آخری بار پھر قدم جمانے کے لئے پورا زور لگاتی ہے۔ اس وقت کھینچنے والی ٹیم کا کیا فرض ہوتا ہے یہی کہ وہ بھی ایک بار بھرپور زور لگائے اور فتح حاصل کرلے۔ پس اس مخالفت کے مقابلہ میں ہمیں ایک بار بھرپور زور لگا کر فتح حاصل کرلینی چاہئے۔ کم از کم ایک سال ہی پورے زور سے تبلیغ کرو اور سمجھ لو کہ اس سال تم اپنے لئے مر گئے اور صرف تبلیغ کے لئے زندہ ہو۔ اگر تم اس طرح کرو تو پھر اگلے سال مجھے وعظ کرنے اور کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور کامیابی اور ترقی کی خوشی میں تم خود بخود اس کام کو کرنے پر مجبور ہو گے۔ جس طرح ایک افیمی کو وقت مقررہ پر افیم کھانے کے لئے کسی بیرونی تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ خود بخود کھالیتا ہے اسی طرح ایک سال اس طرح تبلیغ کرنے کے

بعد تم بھی کسی تحریک کے محتاج نہ رہو گے اور خود بخود دلی شوق سے اس میں پوری پوری سرگرمی دکھاؤ گے۔ اور خدا کے لئے ایک سال دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بلکہ اب تو گیارہ مہینے ہی رہ گئے ہیں۔ اگر تم اس طرف متوجہ ہو گے تو اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا جس طرح وہ ہمارے ہر کام میں برکت ڈال رہا ہے۔ اس سال دیکھ لو لوگوں کو کس قدر مالی مشکلات رہی ہیں۔ مگر چونکہ جماعت ایک نظام کے ماتحت ہے اس لئے باوجود مالی مشکلات کے اس سال کا چندہ گذشتہ سال سے زیادہ ہے۔ حالانکہ اس سال میں زمیندار اجناس کے سستے ہونے کی وجہ سے چندوں میں پورا پورا حصہ نہیں لے سکے۔ ان کے لئے یہ ایسا سال تھا کہ بڑے بڑے آسودہ حال زمینداروں کو فاقہ کشی کی نوبت آگئی کیونکہ بھاؤ گر گئے ہیں۔ مگر نظام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتنا فضل کیا کہ ہماری مالی حالت میں ترقی ہو گئی۔ اور اگر پورا پورا کام کیا جاتا تو شاید پچھلے سال کا قرضہ بھی اتارا جا سکتا بلکہ ہم کچھ جمع بھی کر لیتے۔

پس اسی طرح اگر دوست تبلیغ کے کام میں لگ جائیں تو میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ جلسہ سالانہ پر وہ ایک غیر معمولی کامیابی کا مشاہدہ کریں گے۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وقت کی قدر کریں اور یہ سمجھ لیں کہ اسلام اس وقت غیر معمولی مصائب میں سے گزر رہا ہے اور چونکہ ہماری جماعت اس کی مدافعت کے لئے کھڑی ہے اس لئے اسے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ وہ دیوانہ وار تبلیغ میں لگ جائیں اور کسی اور طرف توجہ نہ کریں۔ ایک بزرگ کا قول مشہور ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے ایک مرید کو ایک بدی میں مبتلاء دیکھا تو مجھے بہت شرم آئی اور اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ مگر اس نے کہا جناب میں نے آپ کی صحبت میں رہنے کے باوجود جب اپنے فسق میں کمزوری نہیں آنے دی تو آپ کو چاہئے کہ آپ اپنے تقویٰ میں کمزوری نہ آنے دیں۔ پس اگر دنیا گمراہی میں بڑھ رہی ہے تو ہمیں ہدایت کی اشاعت میں ہرگز سستی نہ کرنی چاہئے۔ سچی بات یہی ہے کہ تقویٰ ہی اصل چیز ہے۔ کفر کی مثال اس عمارت کی ہے جو ریت کے تودہ پر کھڑی ہو۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ارادوں میں، استقلال میں، ہمت میں، کوشش میں اپنے فضل اور رحمت و کرم اور اپنی برکت میں برکت دے۔ آمین۔

(الفضل ۱۲۔ فروری ۱۹۳۱ء)